Vol. 7 No.2 2023

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اردو سفر نامے کی روایت اور سماجی شعور

محمد شکیل

پی ایچ ڈی اسکالر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ڈاکٹر مطاہر شاہ

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

Abstract:

The Urdu language has a rich and vibrant history, dating back to the 13th century. It is a unique blend of Persian, Arabic, and Sanskrit, and has played a significant role in the cultural development of South Asia.This essay explores the tradition and social consciousness of the Urdu language, focusing on its journey from its humble beginnings to its current status as one of the most widely spoken languages in the world.The essay begins by tracing the origins of Urdu, and its subsequent development under the influence of various dynasties and cultures. It then examines the role of Urdu in the Indian independence movement, and its use as a tool for social and political change.The essay also discusses the various literary and cultural traditions of Urdu, and its rich body of poetry, prose, and drama. It highlights the contributions of Urdu writers and thinkers to the social and cultural life of South Asia.In conclusion, the essay argues that Urdu is a language with a rich and diverse tradition, and that it has played a significant role in shaping the social and cultural consciousness of South Asia.

Keywords: Urdu, tradition, social consciousness, language, literature, culture, South Asia

فنی حوالے سے سفر نامہ کا شمار اُردو ادب کی بیانیہ صنف میں ہوتا ہے۔ سفر نامہ کی بنیادی شرط سفر ہے، کیوں کہ سفر نامہ چشم دید واقعات کو احاطۂ تحریر میں لانے کا نام ہے، سفر نامہ دیدۂ بینا کا حامل ہوتا ہے جو کھلی آنکھ سے سماج کا بخوبی مشاہدہ کرتا ہے۔ معاشرے میں موجود سماجی عناصر کا کھوج لگاتا ہے۔ دیکھتا ہے، محسوس کرتا ہے اور یوں وہ سماج کی حقیقی تصویر کشی اپنی تحریروں میں کرتا ہے، سفر نامہ نگار کا سماجی شعور ہی قاری کو انجان دیس اور اس کے باسیوں کے رسم و رواج اور ان کے سماجی روابط سے آگاہی دیتا ہے۔ سماجی شعور اور فکر و آگاہی کی بدولت ہی کوئی سفر نامہ نگار

Vol. 7 No.2 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

عہدِ گزشتہ اور زمانۂ حال میں پل باندھتا ہے۔ سفر نامہ نگار کا سماجی شعور ہی قارئین کے سامنے انجان علاقوں کی تاریخ، جغرافیہ اور تمدنی ترقی کو یوں بیان کرتا ہے کہ قاری اس دیارِ غیر سے کوسوں دور ہوتے ہوئے بھی سفر نامہ نگار کے ساتھ ساتھ قدم بہ قدم محوِ سفر ہوتا ہے اور کسی اَن دیکھے دیس کی تہذیب و معاشرت سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ ادب معاشرے کا ترجمان ہوتا ہے اور ادیب اسی معاشرے کا حصہ ہونے کے ناتے اپنے سماج اور معاشرے سے متاثر ہوتا ہے۔ وہ ایک حساس طبیعت شخص ہوتا ہے جو سماج کو دیکھتا ہے اور سماج کے حسن و قبائح کو اپنی تحریر میں سموتا ہے۔ یوں ادیب، ادب کو سماج کی بھلائی کے لیے استعمال کرتا ہے۔ گویا ہم یہ بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ادب سماج کا حصہ ہے جو سماج کی بھلائی اور ترقی کے لیے اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ ادب سے سماج ہے اور سماج سے ادب۔ ادب ادیب کے انفرادی رجحانات اور جذبات واحساسات کا ترجمان ہونے کے ساتھ ساتھ سماجی شعور کا عکاس بھی ہوتا ہے کیوں کہ ادب اورانسانی زندگی باہم مربوط ہیں۔

سماج کیا ہے؟

سماج سنسکرت زبان کا لفظ ہے جو دو لفظوں کا مجموعہ ہے " سم اور آج" سم سے مراد اکٹھا یا ساتھ اور آج کے معنی رہنا ہیں، گویا لفظ سماج کے لغوی معنی ایک ساتھ رہنا ہیں۔ سماج کی اس تعریف کو دیکھا جائے تو افراد کا گروہ سماج کہلاتا ہے یعنی افراد کے باہم مل جل کر رہنے سے سماج بنتا ہے۔ ڈاکٹر محمد افضال بٹ سماج کی تعریف میں یوں رقم طراز ہیں:

"سماج ہندی زبان کا لفظ ہے، اُردو میں اس کے لیے "معاشرہ سماج، معاشرہ، یا سوسائٹی انسانوں کے اس بڑے گروہ کو کہتے ہیں جو باہمی تعلق و تعامل کے اعتبار سے انفرادی خصوصیات کا حامل ہو۔ اس میں اقدارِ حیات اور ثقافت و تہذیب کے ساتھ ساتھ ذہنی، رومانی اور نظریاتی اختصاص اس طور موجود ہو جو اسے دیگر مشابہ گروہوں سے ممتاز کرے نیز جذباتی و احساساتی اور شعوری سطح پر اس کی کڑیاں مضبوط ہوں۔ "(۱)

عام فہم انداز میں سماج سے مراد انجمن، سبھا، گروہ، جماعت، معاشرہ اور سوسائٹی بھی لیے جاتے ہیں۔ انسانوں کا مجموعہ سماج کہلاتا ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ انسان اور سماج لازم و ملزوم ہیں۔ انسان صرف گوشت پوست کا لوتھڑا

Vol. 7 No.2 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

نہیں بلکہ صاحبِ شعور اور صاحبِ نطق جانور ہے جو صرف ایک وجود کا نام نہیں بلکہ اس وجود کی بقا کے لیے درکار تمام مادی، جغرافیائی اور ماحولیاتی نظام کا نام بھی ہے۔ کوئی انسان اس وقت تک مکمل انسان کہلا ہی نہیں سکتا جب تک اسے اپنی بقا کے لیے تمام تر معیاری اور مناسب ماحول حاصل نہیں ہو جاتا۔

اردو میں سماج کے لیے معاشرہ کا لفظ مستعمل ہے جو عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی اکٹھا رہنے کے ہیں۔ انگریزی میں سماج کے لیے سوسائٹی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں سماج یعنی Society کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے :

"Human Beings in general, taken in relation to one an other oraginged Community, a body of Persons united for some common Puppose. The more cultivated or more fashionable part of Community."(2)

کوئی بھی ادیب یا شاعر حساس طبیعت کا حامل ہوتا ہے۔ وہ اپنے اردگرد کے سماج اور معاشرے کو بنظر عمیق دیکھتا، پرکھتا اور جانچتا ہے اور پھر اس سماج کی عکاسی اپنی تحریروں میں کرتا ہے۔ ہر ادب پارہ اپنے تخلیق کار کے سماجی شعور کی عکاسی کرتا ہے کہ جتنا گہرا کسی ادیب کا سماجی شعور ہو گا ادب پارہ بھی اتنا ہی مقبولیت کے درجے کو پہنچے گا۔ ہر ادب کا موضوع و عنوان انسان ہے اور انسان فطرتاً معاشرتی ہے۔ باہم مل جل کر زندگی بسر کرنا اور ایک دوسرے سے تعلق اس کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے۔ اس معاشرتی ضرورت کے تحت وہ خاندان کی بنیاد رکھتا ہے۔ گاؤں بساتا ہے قصبے اور شہر آباد کرتا ہے۔ سماج کے قیام کی ابتدا فرد سے ہوتی ہے جو افراد سے خاندان اور خاندان سے قبیلہ اور پھر اقوام میں تبدیل ہوتا ہے۔ فرد، سماج کی ابتدائی اور بنیادی اکائی ہوتا ہے اور اس کے مل جل کر رہنے کی عادت ہی خاندان کی تخلیق کا باعث بنتی ہے۔

خاندانی ابتدا چند افراد کے باہم مل جل کر رہنے سے ہوتی ہے جس میں بالترتیب ماں باپ، بہن بھائی اور دوسرے عزیز واقربا شامل ہوتے ہیں یہی عناصر ثلاثہ آگے بڑھ کر باہمی فہم و فراست، معاشرتی ضرورتوں اور رسم ورواج کی یکسانی

Vol. 7 No.2 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

کی بنیاد پر ایک ایسے سماج کی تشکیل کا باعث بنتے ہیں جو انسان کی ضرورت ہے۔ انسان فطرتاً مجلسی سوچ کا حامل ہے جو تنہا رہنے کے بجائے گروہی صورت میں زندگی بسر کرنا پسند کرتا ہے۔ انسان کو انسانی خصائل سے متصف کرنے میں سماج ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اس میں فہم و ادراک کی صلاحیت قدرت کی طرف سے ودیعت ہوتی ہے۔ اس خوبی کو جلا بخشنے میں بنیادی کردار معاشرت اور سماج کا ہوتا ہے۔ سماج کی تشکیل کی بنیادی اکائی انسانی وجود ہے نہ کہ چرند پرند۔ انسانوں کا گروہ یا جماعت باہم سماج کی تشکیل کرتا ہے۔

انسان کی وقعت، اہمیت اور پہچان اسی سماج سے ہوتی ہے جس کی تشکیل وہ خود کرتا ہے اور یہ سماج وقتی ضرورتوں اور معاشرتی تقاضوں کے مطابق خود کو بدلتا رہتا ہے اور سماج کی بنیادی اکائی ہونے کے ناطے انسان ان تبدیلیوں سے نا صرف متاثر ہوتا ہے بلکہ اپنی عقلی جبلت کو بروئے کار لاتے ہوئے وہ معاشرے کی بہتر تشکیل کا شکار ہوتا ہے۔ جوں جوں سماج تبدیلیوں کا شکار ہوتا ہے اسی حوالے سے فرد اپنے آپ کو ڈھالتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ انسان سماج سے اور سماج انسان سے بنتا ہے۔ یہ سماج ہی ہوتا ہے جو آدمی کو انسان کے درجے پر فائز کرتا ہے۔ انسانی رجحانات، پسند اور ناپسند ہی بنیادی طور پر معاشرے میں تغیر و تبدیلی کا باعث بنتے ہیں۔

آدمی پیدا تو آدمی کی حیثیت سے ہوتا ہے جب کہ اسے انسان کے روپ میں لانے والا اس کا معاشرہ اور سماج ہوتا ہے۔ انسان جب عمر کی منازل طے کرتا ہے تو وہ ارد گرد کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کی عادات و اطوار اور ان کے رہن سہن کو دیکھتا ہے اور خود کو ان کے سانچے میں ڈھال کر وہ انسان بنتا ہے۔ وہ اس کی ماں ہوتی ہے جس کی گود اس کی اولین تربیت گاہ ہوتی ہے جو اسے زندگی گزارنے کے ابتدائی اسباق ازبر کرواتی ہے۔ گویا آدمی سے انسان بننے تک کا طویل و کٹھن سفر انسان اس سماج میں طے کرتا ہے۔ فرد اور سماج لازم و ملزوم ہیں۔ سماج حیوانات، نباتات اور جمادات کے وجود سے نہیں بنتا بلکہ سماج کے لیے انسان اور انسان کے لیے سماج ضروری ہے۔ انسانی گروہ اور جماعت ہی سماج کی تشکیل کرتی ہے اور انسان بننے کا یہ عمل تادمِ مرگ جاری رہتا ہے۔ انسان کے ذہنی اور فکری ارتقا کے لیے سماج کا وجود ضروری ہے۔ کوئی بھی شخص تنہا رہ کر ایک مکمل انسان نہیں بن سکتا۔ ہر سماج یا معاشرے کے کچھ اصول و

ضوابط ہوتے ہیں۔ ان اصول و ضوابط کی پیروی ہی کسی آدمی کو انسان کے درجے پر لے جاتی ہے۔ فطرت کے بنائے ہوئے اصول و ضوابط انسان کو مکمل انسان بناتے ہیں۔ سماج اور معاشرے کی بہترین مثال ''ریاستِ مدینہ'' ہے جس کی بنیاد نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال پہلے رکھی تھی۔ وہ سماجی نظام بہترین سماجی نظام ہے جس میں مہاجرین و انصار نے اخوت و بھائی چارے کی عمدہ مثالیں قائم کیں اور فطرت کے بنائے ہوئے قوانین کی پیروی سے اُس وقت کا معاشرہ ایک بہترین سماج بن گیا۔ وہ عرب جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اسلامی سماج کا حصہ بنتے ہی اخوت و بھائی چارے کی بہترین مثال بن گئے۔ آپ ﷺ کی سیرت ایک بہترین نمونہ ہے جس کی پیروی کرتے ہوئے آج بھی ایک پُر امن اور فلاحی معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔

کوئی بھی ادیب اپنے عہد کے سماج کو ادبی اقدار کے پس منظر میں جانچتا ہے اور اس حوالے سے کسی بھی ادیب کا مطالعہ اور سماجی شعور جتنا وسیع ہو گا اتنا ہی وہ ادیب اپنے محسوسات کو تخلیقی سطح پر برتنے اور اجاگر کرنے میں کامیاب ہو گا۔ انسان ایک سماجی جانور ہے جسے حیوانِ ناطق بھی کہا جاتا ہے جو فطرتاً اپنی داخلی واردات اور قلبی احساسات کو دوسرے تک پہنچانے کا متمنی ہوتا ہے اور احساسات و جذبات کی ترسیل کا بہترین ذریعہ ادب ہے۔

ادیب اپنے گردو پیش (سماج) ماحول اور معاشرے سے گہرا ربط رکھتا ہے۔ بحیثیتِ فرد وہ دوسرے افراد کے افعال و اعمال ان کی بُودوباش سے نا صرف متاثر ہوتا ہے بلکہ گہرا لگاؤ بھی رکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے، پرکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے اور یہی ادیب اگر کسی دور دیس کی سیر کو نکل جائے تو سفر نامہ نگار کہلاتا ہے اور سفر نامہ نگار اجنبی دیسوں کے سفر کے دوران وہاں کی تہذیب و ثقافت اور معاشرت کا موازنہ اپنے سماج سے کرتا ہے یوں وہ سماجی شعور برت کر دو سماجوں کے بیچ پُل کا کردار ادا کرتا ہے۔ یہ پُل اس کی تحریر ہوتی ہے جسے پڑھ کر اور جس کے ذریعے قاری کسی اجنبی اور دور دیس کی تہذیب و ثقافت سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ یوں وہ ادیب شعور کو قاری کے ذہن تک منتقل کرتا ہے۔ گویا وہ زندگی کی صداقتوں کا شعور رکھتا ہے اور اس شعور کے بیان سے وہ اپنے قاری کو باشعور بناتا ہے۔

Vol. 7 No.2 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ادب اور سماج کا گہرا رشتہ ہے۔ کوئی بھی ادیب جس سماج میں پیدا ہوتا ہے زندگی بسر کرتا ہے وہ اس سماج سے کنارہ کشی اختیار کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ اس معاشرے کے سماجی اثرات اس کی شخصیت پر گہرے ہوتے ہیں۔ ادیب اور خصوصاً سفر نامہ نگار سماج کا ترجمان ہوتا ہے۔ گویا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ادیب ایک مؤرخ بھی ہوتا ہے جو اپنے عہد اور سماج کی تاریخ مرتب کر رہا ہوتا ہے۔ وہ سماج کی عکاسی کرتا ہے اور یوں تہذیبی عناصر کی تشکیل ہوتی ہے۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو سماجی اور معاشرتی ادب سے نابلد ہوتا ہے۔ افراد کے طرزِ عمل سے وہ سیکھتا ہے اور پھر اس کا ادراک اس کے خیالات سے جڑ کر شعور کو جنم دیتا ہے۔ وہ روایات اور طور طریقے برت کر معاشرتی معیارات قائم کرتا ہے۔ اپنے احساسات کو اظہار کے سانچے میں ڈھالتا ہے۔ وہ اخلاق و فلسفہ کے اصول تشکیل دیتا ہے۔ عقائد اور ادب کے قلعے تعمیر کرتا ہے یوں وہ ایک تخلیقی عمل سے گزرتا ہے جو اسے آدمی سے انسان بناتا ہے اور یہ صلاحیت جانوروں میں نہیں ہوتی اور یہی طرزِ عمل اور طرزِ زندگی تہذیب، کلچر اور ثقافت کہلاتا ہے۔ اسی کلچر نے انسانی سماجی زندگی کے مختلف طور طریقے اپنے دامن میں سمو لیے جن میں اخلاق، برتاؤ، اصول وغیرہ شامل ہیں۔ معاشی اور سماجی طور پر مستحکم خاندان، مضبوط معاشرے کی تشکیل کا موجب بنتا ہے۔ گویا سماجی نظام کی تشکیل میں فرد، خاندان اور معاشرے کا کردار نہایت اہم ہے۔ انفرادی سطح پر اس کی اکائی فرد جب کہ اجتماعی سطح پر اس کی تکمیل معاشرے یا سماج کی تشکیل سے ہوتی ہے۔

سفر نامہ کیا ہے؟

زندگی اور سفر لازم و ملزوم ہیں۔ زندگی کی ابتدا ہی ایک سفر سے ہوتی ہے کو عالمِ ارواح سے بطنِ مادر اور پھر دنیا سے آخرت تک کا ہے۔ سفر روزِ اول ہی سے انسانی زندگی کا اہم اور بنیادی جزو رہا ہے۔ انسان کا پہلا سفر بہشت سے اس خاکی دنیا تک کا تھا کہ جس کی آج دن تک انسان چھانتا پھر رہا ہے۔ یہ سفر کی جستجو و تلاش کا ہوتا ہے اور کبھی فکر معاش کے لیے۔ دنیا کا پہلا سفر تو بہشت سے زمین تک کا تھا لیکن اسی سفر کا تسلسل ابن آدم نے ٹوٹنے نہ دیا۔ سفر کا یہ سلسلہ نوح علیہ السلام کی کشتی سے ہوتا ہوا، ابراہیم علیہ السلام تک اور عیسیٰ علیہ السلام سے حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچا۔

Vol. 7 No.2 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

آپ ﷺ نے چھے سال کی عمر میں ”سفرِ شام“ کیا اور اسی سفر کے دوران ایک راہب نے نبوت کے پھول کی خوش بو محسوس کر لی۔ سفر ہی کی بدولت پہلی اسلامی ریاست وجود میں آئی اور سفر مکہ کی سرزمین سے سوئے بطحا تک کا ہے۔ وہ سفر تو پیکرِ خاکی نے آسمانوں سے زمین تک کیا وہی سفر ایک بار پھر ارض و سما کی سمت ہوا جو بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف تھا اور یہ سفر سب سے طویل سفر تھا۔

سفر نامہ کا مفہوم

سفر نامہ دو الفاظ کا مرکب ہے ”سفر“ اور ”نامہ“۔ ”سفر“ سے مراد ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا، مسافرت، کوچ کرنا یا روانگی ہے۔ لفظ ”سفر“ کا استعمال سورۃ البقرۃ میں ان الفاظ میں ہوا ہے:

”فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ۔“ (۳)

جب کہ ”نامہ“ کا لفظ فارسی سے مشتق ہے جس کے معنی خط یا مکتوب کے ہیں۔ گویا ”سفر نامہ“ رودادِ سفر یا سرگزشت مسافر کا کہا جاتا ہے یعنی وہ کتاب جس میں دورانِ سفر پیش آنے والے حالات و واقعات، مشاہدات کو قلم بند کرنا۔ سفر نامہ نگار جس سرزمین کا عازمِ سفر ہوتا ہے وہاں کے طور طریقوں، رسوم و رواج اور تغیراتِ موسم کو دیکھتا ہے، پرکھتا ہے اور پھر ان سب کو احاطۂ تحریر میں لاتا ہے۔ اردو لغت میں سفر نامہ کے معنی یوں تحریر ہیں:

”سفر نامہ، سفر کے حالات و سرگزشت۔“ (۴)

سفر نامہ کے معنی انسائیکلوپیڈیا کے مطابق کچھ یوں ہیں:

”سفر نامہ، سفر کے تاثرات و حالات و کوائف پر مشتمل ہیں۔“ (۵)

جدید اُردو لغت کے مطابق سفر نامہ کے معنی:

”سفر نامہ، وہ کتاب یا مضمون جس میں سفر کے حالات درج ہوں۔“ (۶)

The Dictionary of English کے مطابق:

Vol. 7 No.2 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

)۷"A documentary film describing a countray, travel, ect."(

اصطلاح میں سفر کے مشاہدات، تجربات یا کسی مقام کے سفر کے احوال کو ادبی رنگ دے کر اور افسانوی انداز میں پیش کرنا سفر نامہ کہلاتا ہے۔ سفر نامہ نگار خارجی مشاہدات کو اپنی داخلی کیفیات میں سمو کر اور یک جا کر کے افسانوی اور رومانوی انداز میں پیش کرتا ہے۔ سفر نامہ زندگی کے تجربات کا عکس اور معلومات میں اضافے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی سفر نامہ کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

"اجنبی شہروں اور غیر ممالک کے جغرافیائی اور سماجی حالات سے انسان نے ہمیشہ گہری دلچسپی لی ہے۔ ایک سیاح جب اپنے جغرافیائی سماجی گردوپیش سے نکل کر دوسرے مقام پر پہنچتا ہے تو اسے وہ تمام چیزیں جو اس کے مولد و منشا سے مانوس ماحول سے مختلف ہوتی ہیں۔ اختلافِ ماحول اور اختلافِ معاشرت کے باعث دلچسپ اور استعجاب انگیز نظر آتی ہیں اور جو باتیں مشترک ہوتی ہیں وہ انھیں دوسروں بالخصوص اپنے ہم وطنوں کے لیے قلم بند کرلیتا ہے۔ اسی تحریر کو ہم ادبی اصطلاح میں سفر نامہ کہتے ہیں۔"(۸)

انگریزی میں سفر نامہ کے لیے(Travellogue) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں (Travellogue)کی تعریف یوں کی گئی ہے:

)۹"Travellogue means a filam a illustrated lecture about travel."(

اردو کا اولین سفر نامہ "عجائباتِ فرہنگ" ہے جس کے مصنف یوسف خان کمبل پوش ہیں۔ ڈاکٹر حامد بیگ مرزا سفر نامہ کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"سفر نامہ ہر ادب کی ایک مستقل بیانیہ صنف ہے جس میں خارجی مشاہدے کو تخیل پر فوقیت حاصل ہے البتہ سفر سے متعلق ہونے کے باعث سفر نامے میں تحیر کا عنصر نمایاں تر ہے لیکن یاد رہے کہ مستقل ادبی صنف ہونے کے ناطے سفر نامے کی پیش کش ادبی نوع کی ہوگی نہ کہ صرف مسافر کا بیان۔" (۱۰)

Vol. 7 No.2 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

سفر نامے کی خوبی یہ ہے کہ یہ دوسری اصنافِ سخن کے اثرات کو قبول کرتی ہے جن میں خط، افسانہ اور آپ بیتی وغیرہ شامل ہیں لیکن اس سب کے باوجود سفر نامے کی ایک اپنی شناخت ہے۔ سفر نامہ، اُردو اصناف نثر میں سب سے زیادہ اثر و نفوذ سے بھرپور صنف ہے اسی سبب سفر نامے کو افسانے، ناول اور ڈرامے سے زیادہ پذیرائی ملی۔ سفر نامہ ہے تو بیانیہ صنف مگر مزاجاً ہم اسے افسانے، رپورتاژ، داستان، خط اور روزنامچے کے خاندان سے کہہ سکتے ہیں۔ سفر نامہ، مصنف کے سفری مشاہدات کا مرقع ہوتا ہے۔ مصنف ایک حساس طبیعت شخص ہوتا ہے جو اپنے گردوپیش کا مشاہدہ کرتا ہے چنانچہ یہ سفری مشاہدات، خارجی اور باطنی ہر دو طرح سے ہو سکتے ہیں۔ خارجی مشاہدات سے مراد ماحول یا گردوپیش کے حالات جن کا وہ ظاہری آنکھ سے مشاہدہ کرتا ہے۔ یہ حالات اس کی تحریر پر اثرانداز ہوتے ہیں اور باطنی مشاہدات پر اثر پذیر کچھ یوں ہوتا ہے کہ سفر کے دوران پیش آنے والا کوئی خاص واقعہ اس کے احساسات کو متاثر کرتا ہے اور یوں سفر نامہ نگار کے خارجی احساسات کا سیلِ رواں اس کے باطن کے نہاں خانے کی طرف مڑ جاتا ہے۔ یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب سفر نامہ تخلیقی مرتبے سے ہم کنار ہوتا ہے:

”سفر نامہ نگار دورانِ سفر یا سفر سے واپسی پر اپنے ذاتی تجربات و مشاہدات اور تاثرات و احساسات کو ترتیب دے کر جو تحریر رقم کرتا ہے وہ سفر نام ہے۔“(۱۱)

صنف سفر نامہ کے پس منظری مطالعہ سے یہ بات عیاں اور واضح ہوتی ہے کہ اس صنف کے فروغ میں مسلمانوں کا کردار اہم اور نمایاں رہا ہے۔ ہر مسلمان کے دل میں حجازِ مقدس کا سفر اور حرمین شریفین پر حاضری کا شوق مچلتا ہے، کعبہ کی زیارت اور درِ نبی ﷺ پر حاضری اس کا مقصدِ حیات ہوتا ہے۔ اسی شوق کی بجاآوری کے لیے وہ سرزمینِ عرب کے سفر پر نکلتا ہے اسی بنا پر مسلمانوں میں سیر و سیاحت کا ذوق دوسری اقوام سے زیادہ ہے۔ یہاں سفر کے محرکات خالص مذہبی نوعیت کے ہیں۔ اسی حوالے سے قرآن الحکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

”قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔“

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

"ترجمہ: کہہ دو کہ تم زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے مخلوق کو کس طرح پہلی دفعہ پیدا کیا اور پھر خدا ہی پچھلی پیدائش کو پیدا کرے گا بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (۱۲)

سفر زندگی کا استعارہ ہے کیوں کہ زندگی حرکت سے عبارت ہے اور سفر کا بنیادی عنصر بھی حرکت ہی ہے۔ اہلِ دانش نے زندگی کو ایک سفر سے تعبیر کیا ہے۔ ایسا سفر کہ جو ازل سے شروع ہوا اور ابد تک جاری رہے گا۔ اس سفر کی ابتدا آدم علیہ السلام کے جنت سے نکلنے سے ہوئی اور اس کا اختتام روزِ قیامت ہو گا۔ یہ سفر حضرت آدم علیہ السلام کے شجرِ ممنوعہ کو چکھنے سے شروع ہوا جسے بنی آدم کی اوّلین بغاوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس گناہ کی پاداش میں آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال کر اس عالمِ خاکی کی طرف عازمِ سفر ہونا پڑا۔ اس وقت سے لے کر آج تک بنی آدم کے پاؤں سفر کے چکر سے نہیں نکل سکا۔ سفر کے اس عمل سے جبر کی کیفیت کو ختم کرنے کے لیے " قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ " کا حکم ربانی نافذ کر دیا گیا تا کہ اس سفر سے جبر کا عنصر ختم ہو جائے اور یہ سفر نئی منزلوں کا نشان بن جائے۔ کلامِ ربانی میں اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کے اسفار کو جگہ جگہ بیان کیا ہے۔ ان میں حضرت نوح علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا سفر کھلے پانیوں کا سفر تھا جب طوفانِ حضرت نوح علیہ السلام نے تمام بنی نو آم کو غرق آب کر دیا اور اس وقت کشتیِ حضرت نوح علیہ السلام نے سلسلہ حیات کا تسلسل بر قرار رکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سفر عالمِ عدم سے وجود میں آتے ہی شروع ہو گیا جب آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے فرعون کے ظالمانہ عمل سے بچانے کے لیے انھیں تابوت میں بند کر کے نیل کی بے رحم لہروں کے سپرد کر دیا اور اس سفر کا اختتام فرعون کے محل میں ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کنعان سے مصر تک کا سفر کیا یہ سفر برادرانِ یوسف علیہ السلام کی خود غرضیوں اور شقاوت قلبی سے محفوظ رہنے کے لیے کیا گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا سفر جہاں کھلے پانیوں کا تھا وہیں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے خشکی کا سفر کیا۔ اسی سفر کے دوران عرب کے لق و دق صحرا میں اللہ تعالیٰ کا گھر بیت اللہ موجودہ (خانہ کعبہ) تعمیر کیا گیا جو رشد و ہدایت کا مرکز ہے۔ یہی مقامِ مقدس سینکڑوں برس سے انسانوں کے

Vol. 7 No.2 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

روحانی سفر کا مرکز اور پڑاؤ کی حیثیت رکھتا ہے۔ لاکھوں کروڑوں فرزندانِ توحید درِ معبود پر حاضری کی غرض سے یہاں آتے ہیں اور اس سفر سعادت کے ثمرات واپس جاکر اپنے اپنے دیس میں دوسرے لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

سفر نامہ ماضی اور حال کے درمیان ایک پل کی مانند ہوتا ہے جہاں اس میں ماضی کی داستانیں بیان کی جاتی ہیں وہیں حال کے واقعات بھی جابجا اس صنفِ ادب میں بکھرے پڑے ہوتے ہیں۔ یادِ ماضی، ناسٹلجیا کے ذریعے جہاں سفر نامہ نگار ماضی کے دریچوں میں جھانکتا ہے، گزرے ہوئے لمحات کو کھوجنے کی کوشش کرتا ہے وہیں وہ حال کا موازنہ اپنے گزرے ماضی سے کرتا ہوا بھی دکھائی دیتا ہے۔ یوں وہ اپنے سماجی شعور کو بروئے کار لاتے ہوئے، معاشرے کو دیکھتا اور جانچتا ہے۔ ماضی کی روشن جھلک اس کے دماغ کے نہاں خانے میں پڑتی ہے اور اس کی آنکھوں کے سامنے حال کا سماج ہوتا ہے اور اس طرح وہ ماضی کو حال میں ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے اور حال کا موازنہ ماضی سے کرتا ہے۔ یہاں سفر نامہ نگار کا تخیل اس صنف کو رپورتاژ کے قریب کر دیتا ہے۔ ادیب یہاں جگ بیتی سے خود بیتی کی طرف بھی رجعت کرتا ہے۔ سماج کے حالات بیان کرتے ہوئے اور خود پر بیتے لمحات کا بیان کرتا ہے تو سفر نامہ میں آپ بیتی کا رنگ بھی نمایاں ہو جاتا ہے جہاں وہ تاریخ کو بیان کرتا ہے تو حقیقت کا رنگ جھلکتا ہے۔ وہ مختلف اوطان و اقطاع کا جغرافیہ بھی بیان کرتا ہے۔ یوں سفر نامہ میں رپورتاژ، آپ بیتی کا تخیل، تاریخ اور جغرافیہ کی حقیقت یک جا ہو جاتی ہے۔ اصنافِ ادب کے اس تعلق کی یک جائی کو ڈاکٹر انور سدید یوں بیان کرتے ہیں:

"ابتداً سفر نامہ داستان اور کہانی کا حصہ تھا لیکن سیاح کو بیرونی ملکوں اور اجنبی دیسوں اور تہذیبوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تو کہانی کا داخلی عنصر سفر نامے کی خارجی صداقت میں سما گیا۔" (۱۳)

طلبِ علم کی لگن اور اسلامی فتوحات کے سلسلے وہ بنیادی محرکات تھے جو وسیلۂ سفر بنے۔ بہت سے علماء اور مبلغ حضرات نے دین کی تبلیغ کی غرض سے سفر کیے۔ یہ اسفار شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب کی سمت تک کیے گئے۔ جوئندگانِ علم اپنی پیاس بجھانے کے لیے مختلف ممالک کے اسفار کرتے، وہ تجارتی قافلوں کے ساتھ روانہ ہوتے اور

Vol. 7 No.2 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

مختلف ممالک میں قیام کے دوران علماء و فضلا کی صحبت سے فیض یاب ہوتے۔ یہی وہ محرکات تھے جن کی بدولت مسلمانوں میں سفر نامہ نگاری کا آغاز ہوا۔ وہ جن ممالک کا سفر کرتے وہاں کی تہذیب و تمدن، جغرافیہ اور گردوپیش کے حالات کو قلمی صورت میں تحریر کرتے۔ یہ تحریریں کبھی تو دورانِ سفر لکھی جاتی اور کبھی سفر کے اختتام پر وارداتِ سفر کو قلم بند کیا جاتا اور کبھی یہ سلسلہ خطوط کی صورت میں ہوتا۔ اس علمی و تہذیبی میل جول کے باعث سفر نامہ وجود میں آیا، دنیا کے قدیم ترین سفر ناموں میں میگتھنز کے سفر نامے کا شمار بھی ہوتا ہے۔ یہ سفر نامہ ۳۰۰ قبل مسیح سے پہلے تحریر کیا گیا۔ میگتھنز (۳۰۲)ق م میں چندر گپت مدریہ کے عہد میں دارالسلطنت پاٹلی پترز یا اسے سلیوقس نے اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا جو کہ سکندرِ اعظم کا جانشین تھا۔ میگتھنز نے ناصرف ہندوستانی تہذیب و تمدن کو نہایت قریب سے دیکھا بلکہ اس نے خواص کے ساتھ ساتھ عوام کا بھی بھرپور مشاہدہ کیا۔ اس سفر کا احوال درج ہے جو اس نے اپنے مذہبی مقدس مقامات کپل وستو، پاٹلی پتر، کشتی نگر اور وشالی کی تلاش میں کیے۔ یہ سفر نامہ ۵۰۰ صدی عیسوی میں لکھا گیا۔ اس دور میں بدھ مت کے ماننے والوں کے لیے ہندوستان مقدس ترین مذہبی مقام کا درجہ رکھتا تھا چنانچہ مذہبی راہبوں کے ساتھ ساتھ بدھ مت کے پیروکار سیاحوں نے بھی ہندوستان کے اسفار کیے جن میں سے ایک نام چینی سیاح ہیون سانگ کا ہے جو راجہ ہدش کے عہد میں ۶۳۰ء سے ۶۴۵ء تک ہندوستان میں رہا۔ ہیون سانگ نے ناصرف راجہ ہدش کے انتظامِ سلطنت کو اپنے سفر نامے کا موضوعِ بحث بنایا بلکہ اس دور کی سماجی زندگی کو بھی بیان کیا۔ اسی عہد میں مسلمان تجار نے شام، یمن اور چین کے تجارتی اسفار کیے جن کا مقصد تبلیغِ دین بھی۔ یہ دور اسلام کی تبلیغ اور فروغ کے حوالے سے نہایت اہم ہے۔ اس دور کے نامور سفر ناموں میں احمد بن فضلان کا سفر نامہ "سیاحت نامہ روس" ابوالقاسم محمد بن جوفل بغدادی کا "المسالک والممالک" جو کہ اسلامی ممالک کا سفر نامہ تھا۔ اس کے علاوہ ابو عبد اللہ مقدسی کا "سفر" جو کہ مراکش سے تاشقند کے ۲۰ سال پر محیط سفر کی رُوداد ہے۔ حکیم خسرو بلخی علوی کا "زادِ سفر" ابوریحان البیرونی کا "کتاب الہند" جس میں ہندوستان کے سفر کا حال بیان کیا ہے اور یہ سفر خالصتاً علمی مقصد کے لیے کیا گیا تھا۔ ابنِ جبیر کا عربی زبان میں شاہ کار سفر نامہ "رحلۃ بن جبیر" ہے جس میں انھوں نے اس دور کی سماجی زندگی کا ناصرف باریک بینی سے جائزہ لیا بلکہ

Vol. 7 No.2 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

عرب کے حالات کی بھی حقیقی تصویر کشی کی۔ ابنِ بطوطہ (محمد ابو عبد اللہ) کا ''عجائب الاسفار'' جس میں حجاز مقدس، شام، افغانستان، ہندوستان اور چین کے اسفار کا حال درج ہے۔ تیرہویں صدی عیسوی میں اٹالین سیاح مارکوپولو کا ''سفر ہندوستان و چین'' مارکوپولو تقریباً ۴۰ سال تک سفر میں رہا۔ کئی مسلم سلاطین بھی سیر و سیاحت کے دل دادہ تھے جن میں تیمور، بابر اور جہانگیر نے اپنے عہد کے سماجی حالات کو ''توزک'' کی شکل میں قلم بند کیا۔ اُردو ادب میں سفر نامہ نگاروں کا آغاز گو کہ یوسف خان کمبل پوش سے ہوتا ہے جب کہ یورپین مورخین یونانی سیاح ہیرو دوتس Hero Dotes سفر نامہ نگاری کا مؤجد مانتے ہیں:

''اردو سفر ناموں میں اب تک یوسف خان کمبل پوش کا سفر نامہ ''عجائباتِ فرنگ'' قدیم ترین شمار ہوتا ہے۔ یوسف خان ایک فطری سیاح تھا۔ اس کا سفر لندن در حقیقت اس کے من کا ترنگ تھا اور اس کے ساتھ کاروباری، مذہبی یا سیاسی مقصد وابستہ نہیں تھا۔ یوسف خان حیدرآباد کا رہنے والا تھا۔ وہ نصیر الدین حیدر کے زمانے میں رسالۂ خاص سلیمانی میں جمعدار بھرتی ہوا۔ اور پھر ترقی پا کر صوبے دار کے عہدے پر فائز ہو گیا لیکن جب اس کے دل میں ذوقِ سیاحت پیدا ہوا تو وہ سب کچھ چھوڑ کر عازمِ لندن ہو گیا۔'' (۱۴)

یوسف خان کمبل پوش کے متعلق ڈاکٹر جمیل جالبی یوں لکھتے ہیں:

''اردو ادب میں سفر نامہ کی تاریخ زیادہ قدیم نہیں۔ اس کا آغاز ۱۸۲۷ء سے ہوتا ہے اور یوسف خان کمبل پش کی ''تاریخِ یوسفی'' اُردو کا پہلا سفر نامہ قرار دیا جاتا ہے اس کا دوسرا نام عجائبات فرنگ ہے۔'' (۱۵)

سفر نامہ کی تاریخ کا جائزہ لینے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ زمانہ قدیم میں سفر کے مختلف مقاصد ہوتے تھے جن میں تجارتی، مذہبی نوعیت کے سفر شامل ہیں جب کہ عہدِ حاضر میں سفر کا مقصد وسیع ہو چکا ہے۔ سیاح جن ممالک کے اسفار کرتا ہے ان کے متعلق چشم دید واقعات اور حالات کو اپنے لفظ کی صورت میں قاری تک پہنچاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں میں سفر نامہ نگاری کا وجود نا صرف ملتا ہے بلکہ اسے پسندیدگی کی نظر سے بھی دیکھا جاتا ہے۔ ہمارے پیش نظر اُردو سفر نامے میں سماجی شعور کا تحقیقی جائزہ لینا ہے۔ اُردو سفر نامہ نگاری کا بنظرِ غائر جائزہ لینے سے یہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

بات معلوم ہوتی ہے کہ اُردو سفر نامہ نگاری کی روایت ادبی اور تخلیقی لحاظ سے مستحکم ہے جس میں سماج کی عکاسی بھرپور انداز میں کی گئی ہے اس کا کینوس وسیع ہے اور اسلوب سادہ ہے۔

اردو میں سفر نامہ وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگی اور زبان وبیان کی نُدرت اور اسلوب کی چاشنی کی بدولت ایک مستحکم صنفِ ادب کی صورت دھار چکا ہے۔ جدید سفر نامہ نا صرف روداِدِ سفر ہے بلکہ ایک دل کش ادبی تخلیق بھی ہے جس میں ادبی چاشنی کے ساتھ ساتھ سماجی حوالوں سے بھی جابجا معلومات بکھری نظر آتی ہیں۔ سفر نامہ معلوماتی تحریر ہے لیکن اس میں موجود معلومات خشک نہیں بلکہ ادبی مٹھاس سے بھری ہوئی ہوتی ہیں جس کے لیے سفر نامہ نگار باہر اور اندر سے مواد اکٹھا کرتا ہے کیوں کہ وہ خارجی اور داخلی دنیا سے جڑا مسافر ہوتا ہے جو حالات وواقعات اور مشاہدات و تجربات کے ساتھ اپنی داخلی کیفیات اور جذبات واحساسات کو یوں نتھی کر دیتا ہے کہ قاری اس کی نگارش سے متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکتا۔ ہر ادب پارہ لکھنے والے کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ہر تحریر میں لکھنے والے کا عکس جھلکتا ہے۔ کوئی ادیب جتنا حساس اور سماج کو قریب سے دیکھنے والا ہو گا اتنا ہی اس کے ادب پارے میں اثر آفرینی، سماجی شعور اور ادبی شان نمایاں ہو گی۔ ایک سفر نامہ نگار مختلف ممالک کے سفر کرتا ہے۔ ان اسفار میں وہ مختلف سماجوں کو دیکھتا ہے، پرکھتا ہے اور ان کا موازنہ اپنے سماج سے کرتا ہے۔ یوں سفر نامہ ادبی شان کے ساتھ ساتھ سماج کا عکاس بھی ہوتا ہے۔

عہدِ قدیم میں غیر ملکی سیاحوں کا رخ مغرب سے مشرق کی سمت رہا کیوں کہ ہندوستان کی سرزمین ان کے لیے حیرت کدہ تھی چنانچہ ملک ہندوستان کے متعلق سفر نامہ نگاری کی روایت عہدِ قدیم میں غیر ملکی سیاحوں کا رخ مغرب سے مشرق کی سمت رہا کیوں کہ ہندوستان کی سرزمین ان کے لیے حیرت کدہ تھی چنانچہ ملک ہندوستان کے متعلق سفر نامہ نگاری کی روایت ۳۰۰ سال قبل مسیح تک جاتی ہے۔ مسلم دورِ حکومت میں نہ صرف غیر ملکی سیاحوں نے سفر نامے لکھے بلکہ خود مسلم حکمرانوں (مغل حکمرانوں) نے اپنے سفر کی روداد کو ”توزک“ کی صورت میں تحریر کیا۔ بعد ازاں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شیخ عبد القادر دہلوی نے سفر نامے کی اس روایت میں حجازِ مقدس کے سفر نامے

HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 7 No.2 2023

لکھ کر مذہبی رنگ شامل کیا۔ اٹھارویں صدی میں اُردو زبان میں ادب کی تخلیق کا عمل شروع ہو چکا تھا۔ باوجود اس کے فارسی کا غلبہ قائم تھا۔ ''سوانح حرمین'' اس دور کا فارسی زبان کا شاہ کار سفر نامہ شمار ہوتا ہے جو مولوی رفیع الدین مراد آبادی کے قلم سے منظر عام پر آیا۔ عجائباتِ فرنگ (تاریخِ یوسفی) کو اُردو کا پہلا سفر نامہ مانا جاتا ہے جو یوسف خان کمبل پوش کی تحریر ہے۔ یہ سفر نامہ یوسف خان کمبل پوش کے لندن کے سفر کی روداد ہے جو ۱۸۴۷ء کو لکھا گیا۔ یوسف خان کمبل پوش کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ درویش صفت اور آزاد منش انسان تھا۔ مصنف کی شخصیت کا یہ پہلو سفر نامے کی تحریر کے مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ نے کمل پوش کو آخرت پر کامل یقین رکھنے والا اور جمال پرست انسان قرار دیا ہے جب کہ ڈاکٹر انور سدید کے خیال میں وہ ایک آزاد خیال سیاح تھا۔ عجائباتِ فرنگ ۲۹۷ صفحات پر مشتمل سفر نامہ ہے جو ۱۸۴۷ء میں دہلی سے منصۂ شہود پر آیا۔ اس سفر نامے کے متعلق ڈاکٹر مرزا حامد بیگ لکھتے ہیں:

''حقیقت حال یہ ہے کہ یوسف خان کمبل پوش حیدر آبادی کا یہ سفر نامہ پہلی بار ''تاریخِ یوسفی'' پنڈت دھرم رام کے زیرِ اہتمام مطبع العلوم مدرسہ دہلی سے شائع ہوا تھا۔ ''تاریخِ یوسفی'' کا سن طباعت ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۷ء ہے۔ کتاب کے سرِ ورق پر کتاب کا نام ''تاریخِ یوسفی'' سفر نامہ انگلستان ''یوسف خان کمبل پوش'' اور مصنف کا نام یوسف خان کمبل پوش حیدر آبادی ہے۔'' (۱۶)

اس سفر نامے کی مقبولیت اور منفرد اسلوب کی بنا پر یہ قارئین میں نا صرف مقبول ہوا بلکہ اس کا نام تبدیل کر کے اس کی دوبارہ اشاعت کی گئی جو خالصتاً کاروباری نقطۂ نظر سے تھی اس مکرر اشاعت کے متعلق ڈاکٹر مرزا حامد بیگ یوں رقم طراز ہیں:

''منشی نول کشور نے ۱۸۷۳ء میں اس سفر نامے کا نام تبدیل کر کے ''عجائباتِ فرنگ'' کر دیا، مصنف کے نام کا ایک حصہ حذف کر کے صرف یوسف خان کمبل پوش رہنے دیا۔ یہی صورت ۱۸۹۸ء کے نول کشوری ایڈیشن میں بر قرار رکھی۔'' (۱۷)

Vol. 7 No.2 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

یوسف خان کمبل پوش ایک فطری سیاح تھا جو حیدر آباد کا رہنے والا تھا۔ وہ نصیر الدین حیدر کے زمانے میں رسالۂ خاص سلیمانی میں جمعدار بھرتی ہوا اور بعد ازاں ترقی پا کر صوبے دار کے عہدے پر پہنچ گیا لیکن ذوقِ سیاحت کے سبب سب کچھ چھوڑ کر عازمِ لندن ہو گیا۔ اس سفر کا آغاز اس نے ۱۸۲۸ء میں اپنے آبائی وطن حیدر آباد سے کیا اور عظیم آباد، ڈھاکہ، مچھلی بندر، سندراج، گورکھ پور، نیپال، اکبر آباد اور شاہجہان آباد سے ہوتا ہوا لکھنؤ اور پھر ایران، استنبول، روس اور ماژندان سے ہوتا ہوا بالآخر انگلستان پہنچ گیا۔ لندن کے بارے میں یوسف خان لکھتا ہے:

"کیا خوب شہر لندن ہے۔ لوگ وہاں کے مسافروں پر ایسی عنایات کرتے ہیں کہ ماں باپ بیٹیوں کے ساتھ نہیں کر سکتے۔ فقیر نے سفر بہت شہروں کے کیے مگر صاحبِ مروت ایسے نہیں پائے انگریز جو ہندوستان میں آتے ہیں مزاج میں بدل جاتے ہیں ان لوگوں کو ان سے کچھ نسبت نہیں۔"(۱۸)

یوسف خان فطرتاً آزاد منش اور درویش تھا، وہ خود کو عاجز اور فقیر کہلواتا ہے۔ انکساری اور عاجزی کی یہی کیفیت سفر نامے میں جابجا جھلکتی ہے۔ کمبل پوش نے رودادِ سفر کو ڈائری کی تکنیک میں کمال دل کشی سے یوں بیان کیا کہ سفری مشاہدات قاری کے دل پر نقش ہو جاتے ہیں۔ سفر نامے میں تمام مناظر جامد نہیں بلکہ متحرک معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سفر نامہ تقریباً پونے دو سو برس قبل لکھا گیا۔ اس میں مصنف کے تخلیقی اسلوب کے ساتھ ساتھ فرنگی کے دیس کے واقعات اور مشاہدات کو ایسے قلم بند کیا کہ تمام مناظر آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں چاہے وہ لندن کے باغ ہوں، گورستان، سکول ہو یا تھیٹر، لندن اسے رنگین اور دل آویز شہر نظر آتا ہے۔ یہاں وہ ہمیں تماش بین، صاحبِ اسلوب ادیب اور فقیر منش انسان نظر آتا ہے۔ وہ لندن کے عجائبات کا بیان یوں کرتا ہے کہ سب خواب معلوم ہوتا ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہے :

"دیکھا کہ ایک غبارہ ہے۔ اس میں بہت سی ڈوریاں لگی ہوئی ہیں اور دو سو گوروں نے وہ ڈوریاں اپنے ہاتھ میں پکڑیں۔ اس میں دھویں بھرنے کے لیے گیس جلایا۔ اس لیے کہ بغیر دھویں بھرنے غبارہ اڑ نہ سکتا تھا۔ نیچے اس کے ایک بڑا ٹکڑا تانبے کا لگا ہوا۔ اس پر ایک پلنگ چھوٹا سا بچھا ہوا، اس پر بارہ آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ نیچے اس کے ایک ناؤ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

معہ سامانِ دریائی کے لگی کہ شاید غبارہ اڑ کر دریا میں گرے۔ ناؤ کے سبب سے ڈوبنے نہ پاوے۔ چار آدمی اس میں بیٹھے تھے، جب غبارہ دھویں سے بھرا، صاحبِ غبارہ نے گوروں کو حکم دیا کہ ڈوریوں کو چھوڑ دو۔ گوروں نے ڈوریوں کو چھوڑا، غبارہ بلند ہونے لگا۔۔۔ سب لوگوں نے بہت تعریف کی۔"(۱۹)

یوسف خان کمبل پوش کے دل کش اسلوب اور زبردست قوتِ مشاہدہ کے سبب "عجائباتِ فرنگ" انیسویں صدی کا شاہ کار اور نثر کا عمدہ نمونہ ہے۔ سفر نامے میں بکھرے دلچسپ واقعات کو ذاتی تاثرات کے ساتھ ملا کر مصنف نے اس سفر نامے میں افسانوی رنگ بھر دیا ہے اور یوں سفر اور سفر نامہ دونوں کا حق ادا کر دیا۔ یوسف خان کمبل پوش نے انگلستانی سماج کو قریب سے دیکھا اور اس سماج کے ہر ہر پہلو کی عکاسی کمال خوب صورتی اور فنی چابک دستی سے یوں کی کہ یہ سفر نامہ پڑھے جانے کی عمدہ صلاحیت سے مالا مال ہو گیا۔ ان تمام خوبیوں کی بنا پر صدیاں گزرنے کے باوجود یہ سفر آج بھی تازہ نظر آتا ہے اور سفر نامے کے جدید دور میں بھی "عجائباتِ فرنگ" کی قدر و قیمت یوں ہی قائم ہے۔

جدید سفر نامہ نگاری کی ابتدا گو یا کمبل پوش کے "عجائباتِ فرنگ" اس کے بعد سر سید احمد خان کے سفر نامہ "مسافرانِ لندن" سے ہوتی ہے۔ سر سید احمد خان کا مقصد گو کہ اصلاحِ قوم و ملت تھا چنانچہ ان کا یہ سفر نامہ صرف سفر کی روداد نہیں بلکہ یہ ان کے علمی اور تحقیقی سفر کا خوب صورت شاہ کار تھا۔ اس سفر کا آغاز ۱۸۶۹ء کو بنارس سے لندن کے لیے ہوا۔ اس سفر میں سیر کا مقصد نئی زمینوں اور نئی معاشرت سے آگاہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک مصلح قوم کی حیثیت سے انگلستان کی تہذیب و معاشرت اور تعلیمی نظام کا جائزہ لیتے رہے۔ لندن پہنچنے پر بھی اُن کا مطمعِ نظر اُن کا وطن اور اُس کی زبوں حالی اور اس کا حل تلاش کرنا تھا۔ بقولِ حالی:

"جس دھن میں سر سید نے یہ سفر کیا تھا اس کا ثبوت اس سفر نامے میں نہایت وضاحت سے ملتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ سفر نامہ لکھنے والا وطن اور قوم کی خیر خواہی اور ہمدردی میں شرابور ہے۔"(۲۰)

"سفر نامہ پنجاب" ۱۸۸۴ء کے اس سفر پنجاب کی یاد ہے جو سر سید نے علی گڑھ کالج کے قیام کے سلسلے میں "چندہ مہم" کے حوالے سے کیا۔ اس مقصد کے تحت سر سید نے لدھیانہ، جالندھر، امرتسر، گورداس پور، لاہور اور پٹیالہ کا سفر

Vol. 7 No.2 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

کیا۔اس سفر کے تاثرات میں نمایاں فرق دیکھا جا سکتا ہے۔اس سفر میں سر سید نے نشیب و فراز زمانہ پر تنقید کے بجائے اولوالعزمی کا مظاہرہ کیا۔اس کی زبان سلیس اور اس میں پوشیدہ مقصد جدوجہد کا تھا۔پروفیسر حمید احمد خان اس سفر نامے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ سفر نامہ ۱۸۵۷ء کی تباہی کے بعد مسلمانانِ براعظم (ہند) کی جہدِ بقا کی داستان کا اہم باب ہے۔" (۲۱)

مولانا جعفر تھانیسری نے جزائر انڈیمان کے سفر کے واقعات کو "کالا پانی" کے نام سے قلم بند کیا۔اس سفر نامے میں سیاسی قیدیوں کے حالات کو کمال خوب صورتی سے یوں بیان کیا ہے کہ ان کے مشاہدے کی داد دینی پڑتی ہے۔نثار علی بیگ نے "سفر نامہ یورپ" میں انگلستان کی تہذیبی اور تمدنی ترقی، صنعت، زراعت اور ملکی انتظام کی خوب صورت تصویر کشی کی ہے۔محمد حسین آزاد کے دو سفر نامے "سیر ایران" اور "انیسویں صدی میں وسطِ ایشیا کی سیاحت" قابلِ ذکر ہیں۔"سیر ایران" میں آزاد نے ایران کی ۷ ماہ کی سیاحت کو الفاظ کے قالب میں ڈھالا ہے۔نواب محمد عمر خان نے "زادِ راہ" میں کلکتہ، لکھنؤ، حیدرآباد اور لاہور کے سفر کا احوال بیان کیا ہے۔مولانا شبلی نعمانی کا سفر نامہ "روم و مصر و شام" نا صرف ادبی حوالے سے ایک شاہکار ہے بلکہ یہ سفر نامہ اپنے اندر مقصد کا عنصر بھی لیے ہوئے ہے۔اس سفر میں شبلی کا مقصد سیاحت سے ہٹ کر ان خزینوں کی دریافت اور ان تک رسائی تھیں جنھیں مغربی اقوام لوٹ کر اپنے ساتھ لے گئے تھیں۔نواب حامد علی خان جب ساری دنیا کا چکر کاٹنے کے بعد واپس پہنچے تو "سیر حامدی" کے نام سے سفر نامہ تخلیق ہوا جو اردو کا پہلا سفر نامہ مانا جاتا ہے جس میں پوری دنیا کے سفر کا حال درج ہے۔اس کے علاوہ ڈاکٹر شاہ علی سبز واری کا سفر نامہ "خوفناک دنیا" بابو اماشنکر کا "آئینہ سکندری" مولوی عبد الخالق کا "سیر برہما" لالہ بیج ناتھ کا "انگلینڈ اور انڈیا" شامل ہیں۔انیسویں صدی کے سفر نامے بہترین اسلوب کے حامل اور مقصدی تھے۔

بیسویں صدی کے سفر ناموں میں منشی محبوب عالم کا "سفر نامہ یورپ" محمد حمید اللہ کا "سفر نامہ قسطنطنیہ" مولانا محمد علی قصوری کا "مشاہدات کابل و یاغستان" وارث علی وارث کا "جدید سفر نامہ، مصر و شام" نواب ظہیر کا "سیاحت نامہ" علامہ راشد الخیری کا "سیاحتِ ہند" وغیرہ شامل ہیں۔اس دور کے سفر ناموں میں مقصد کے بجائے قارئین کی

Vol. 7 No.2 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

دلچسپی کو مدِ نظر رکھا گیا۔قدیم دور کے سفر نامہ واقعات اور مناظر کا خاموش بیانیہ تھے جب کہ جدید دور منظر نگاری کے ساتھ ساتھ دل کش اسلوبِ نگارش نا صرف بے رنگ مناظر میں خوب صورت رنگ بھرتا ہے بلکہ قاری سفر کی روداد کو پڑھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔وہ تحیر و تجسس سے بھر پورت مناظر کے سحر میں نا صرف کھو سا جاتا ہے بلکہ اختتام سفر تک وہ خود کو سفر نامہ نگار کے ہمراہ سفر کرتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر محمد افضال بٹ،اُردو ناول میں سماجی شعور،پورب اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۵ء،ص ۱۳

۲۔ Webstre's new illustrated dictionary allanus Frederick Kallen Reinst Books INC, Publishers new Yark Washngton DC 1970 page 628

۳۔ القرآن،البقرۃ:۱۸۲

۴۔ مولوی نور الحسن،نور اللغات،نیشنل بک فاؤنڈیشن،اسلام آباد،۲۰۰۶ء ص ۴۵۰

۵۔ اردو انسائیکلوپیڈیا (نیا ایڈیشن)،فیروز سنز لمٹیڈ،لاہور،۱۹۶۱ء،ص ۳

۶۔ اشرف ندیم،جدید اُردو لغت،علمی کتب خانہ،علمی بازار،لاہور،۱۸۷۱ء،ص ۴۴۷

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 7 No.2 2023

۷۔ Encyclopedia world Dictinary larnlyn vol: 23 p: 1169

۸۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، ص ۱۰۰

۹۔ Dellothesom concise oxford Dictionary. 1995, p 1485

۱۰۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، اُردو سفر نامے کی مختصر تاریخ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء، ص ۱۰

۱۱۔ ڈاکٹر خالد محمود، اُردو سفر ناموں کا تنقیدی مطالعہ، نئ دہلی، ۱۹۹۰ء، ص ۲۲

۱۲۔ القرآن۔العنکبوت:۲۰

۱۳۔ ڈاکٹر انور سدید، اُردو ادب میں سفر نامہ، ص ۷۴

۱۴۔ ڈاکٹر انور سدید، اُردو ادب میں سفر نامہ، ص ۱۱۲

۱۵۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، اُردو ادب کی تاریخ، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۱۳۷۳

۱۶۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، اُردو سفر نامے کی مختصر تاریخ، ص ۳۱

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ ڈاکٹر انور سدید، اُردو ادب میں سفر نامہ، ص ۱۱۴

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۱۵۔۱۱۶

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۲۸

۲۱۔ ایضاً، ص ۱۳۶